عزیزم خالد عزیز طور کی جوانمرگی

ساہیوال میں میرے ہم زلف حاجی عبدالعزیز طور مرحوم کے صاحبزادے خالد عزیز طور تقریباً ۴۳ سال کی عمر میں ہی اس فانی دنیا سے دارالبقاء کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ بڑے وجیہ، خوب صورت اور خوب سیرت تھے۔ خوش پوشاک وخوش خوراک اور خوش اخلاق تھے، بڑی صاف ستھری زندگی گزار رہے تھے۔ جوانی کے عالم میں پیسے کی فراوانی اور باپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہونے کے باوجود اللہ تعالی نے انہیں دنیاوی آلائشوں سے محفوظ رکھا۔ بڑے سوشل ورکر تھے۔ اس مختصر سی زندگی کو انہوں نے بڑے بھرپور طریقے سے گزارا۔ کالج یونین سے لے کر ملکی سیاست تک، غلہ منڈی کی انجمن آڑھتیاں سے لے کر آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس ساہیوال تک مرحوم ہر جگہ سرگرم رہے۔ مجھے یاد ہے کہ مرحوم نے ساہیوال کانفرنس میں شرکت کے لیے جہلم سے گئے ہوئے جماعتی قافلہ کے لیے بڑی محبت اور اپنائیت سے گھر کے دروازے کھول دیئے اور مہمانوں کا بڑی خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ پھر دو دن تک مرحوم اور اسکے برادران نے جماعتی احباب کی جس طرح خدمت کی، احباب جماعت اسے کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے۔

مرحوم نے وفات سے قبل اپنی والدہ محترمہ، اہلیہ اور اکلوتی بچی کے ہمراہ جہلم تشریف لائے۔ اب ایسا لگتا ہے جیسے مرحوم نے وفات سے قبل لاہور سے لے کر جہلم اور اسلام آباد تک اپنے عزیز واقارب سے شاید "الوداعی ملاقات" کے لیے سفر کیا تھا۔ اور آخری پانچ روز مرحوم نے میرے گھر ہی قیام کیا تھا۔ مرحوم کی زندگی کے اس آخری سفر اور ہم سے اس آخری ملاقات کے دوران میں نے مرحوم کا قریب سے گہری نظر کے ساتھ مشاہدہ کیا۔ میں نے محسوس کیا کہ مرحوم پہلے کی نسبت بہت بدل چکے تھے اور ان میں آخرت کی لگن اور ان کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو چکا تھا۔ مورخہ ۲۶ اگست بروز جمعرات جب وہ عشاء سے پہلے جہلم پہنچے تو انہوں نے طویل سفر میں خود کار ڈرائیو کی وجہ سے شدید تھکاوٹ کے باوجود نا صرف نماز عشاء باجماعت ادا کی بلکہ نماز کے بعد درسِ قرآن میں بڑے ذوق وشوق سے شرکت کی اور بڑی دلجمعی سے درس سنا۔ اگلی صبح نمازِ فجر کے بعد سورۃ یٰس اور سورۃ الکھف کی تلاوت کی۔ نمازِ جمعہ مرکزی جامع مسجد چوک اہلحدیث میں ادا کرنے کے بعد برادرِ مکرم علامہ محمد مدنی صاحب کے ساتھ اس مجلس میں شرکت کی جو ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ قائم ہوتی ہے۔ اس مجلس میں علامہ مدنی صاحب کے توجہ دلانے پر ایک اہم دینی کام میں مرحوم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ اور رحمان ٹاؤن ساہیوال میں اپنے والد مرحوم حاجی عبدالعزیز کی بنائی ہوئی مسجد العزیز کو مزید وسعت دے کر جامعہ علوم اثریہ جہلم کے نام وقف کر کے

علامہ مدنی صاحب کو اس کا انتظام وانصرام سنبھالنے کو کہا، اور اس کی تعمیر نو کے سلسلے میں گفتگو کی۔ اس سے اگلے روز وہ میرے ساتھ اسلام آباد گئے۔ جہاں مرحوم نے میرے زیرِ تعلیم بچوں سے ملاقات کی اور انہیں دینی تعلیم جاری رکھنے کی تلقین کی۔ اور اس راہ میں حائل مشکلات پر صبر کرنے اور شیطان کے وسوسوں اور اسکی چالوں سے بچنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد اسلام آباد میں ہی اپنی ہمشیرہ اور بہنوئی کو ملے جو اپنے بچوں کے ہمراہ گئے ہوئے تھے۔

مورخہ ۳۰ اگست سوموار کے روز ناشتہ کے فوراً بعد جب وہ ہم سے الوداع ہونے لگے تو انہوں نے مجھ سے تین چیزوں کی فرمائش کی۔ ان تینوں چیزوں کا تعلق ہماری آخرت کی زندگی سے ہے۔ ۱: احسن البیان ترجمہ وتفسیر قرآن مجید ۲: پاکٹ سائز زِپ والا قرآن مجید ۳: پاکٹ سائز پیارے رسول کی پیاری دعائیں (۵ عدد)

موخر الذکر دونوں (قرآن مجید اور پیاری دعاؤں والی کتب) میرے پاس موجود تھیں جو میں نے انہیں اسی وقت دے دیں۔ جبکہ قرآن مجید مترجم کا میں نے ان سے وعدہ کر لیا۔ یہ میری ان سے آخری ملاقات اور آخری باتیں تھیں۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ انہوں نے آخری وقت میں کس طرح اپنے رب سے تعلق جوڑ لیا تھا۔ ہر وقت ان کی زبان پہ اللہ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ انہی قرائن و شواہد کی بنا پر اللہ کی توفیق سے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلانے سے پہلے خاتمہ بالایمان کی توفیق عطا فرمائی۔

اس کے بعد اسی روز وہ رات کو بخیر وعافیت گھر پہنچ کر سو گئے اور اگلی صبح نمازِ فجر سے پہلے مرحوم کو سینے میں شدید درد محسوس ہوا، ان کے چھوٹے بھائی عبید الرحمٰن انہیں اپنی گاڑی پر فوراً ہسپتال لے گئے۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ انہیں شدید قسم کا ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ اس دوران وہ خود بھی سورہ یٰس کی آیت (سلام قولاً من رب رحیم) (یاحی یا قیوم) اور (استغفرالله) کا ورد کرتے رہے اور بھائی عبید الرحمٰن کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے، اور پھر وہ وقتِ موعود آپہنچا۔ جس کا ہر ذی روح نے سامنا کرنا ہے۔ صبح ساڑھے پانچ بجے کے قریب جب وہ اپنے رب سے ملاقات کیلئے جا رہے تھے تو انکی زبان پہ کلمہ طیبہ (لااله الاالله محمدرسول الله) جاری تھا۔ اللہ اللہ! میرے بھائی کی کتنی پیاری موت تھی۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے آواز آتی ہے (یاایتها النفس المطمئنة، ارجعی الی ربک راضیة مرضیة، فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی)۔

نمازِ مغرب کے بعد جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ہزاروں آنکھیں اشکبار تھیں۔ لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ ساہیوال کی تاریخ کے بڑے جنازوں میں سے ایک بڑا جنازہ تھا۔ دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری غلطیوں، لغزشوں، کوتاہیوں، خطاؤں اور صغیرہ کبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے اور انکی نیکیوں کو صدقاتِ جاریہ میں بدل کر شرفِ قبولیت سے نوازے۔ اور ادارہ حرمین انکے ورثاء اور پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور صبرِ جمیل کے لیے دعا گو ہے۔ (غمگسار: حافظ عبدالحمید عامر)